فہرست

(I) عقیدہ سحر کا علمی جائزہ 03
(II) سحر (جادو) کیا ہے؟ 04
(III) سحر (جادو) کفر و شرک کیوں ہے؟ 09
(IV) ہاروت ماروت کے قصے سے سحر (جادو) کے اثر کا استدلال 10
(V) کیا جادو فرشتوں پر اترا تھا؟ 14
(VI) موسیٰ علیہ السلام کا ساحروں سے مقابلہ 26
(VII) کیا موسیٰ علیہ السلام جادو سے ڈرتے تھے؟ 32
(VIII) کیا نبیؐ پر سحر کا اثر ہوا تھا؟ 35
(IX) معوذتین کا نزول 45
(X) اصولی بحث 49
(XI) کچھ تاویلات اور ان کے جوابات 51

سحر (جادو) کی شرعی حیثیت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

I۔ عقیدہ سحر کا علمی جائزہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْباً مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا○اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْراً○ (النسآء ۵۲۔۵۱)۔

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب (کے علم) میں سے حصہ دیا گیا، وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں راستے کے اعتبار سے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے تو پھر تم اس کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔

"بخاری کتاب التفسیر" میں الجبت کے معنیٰ جادو کے آئے ہیں۔ وَقَالَ عُمَرُ اَلْجِبْتُ السِّحْرُ: عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جبت سحر کو کہتے ہیں۔ لغات میں بھی یہی معنی ہے۔

(دیکھئے قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری) صفحہ ۱۹۳، اور المنجد صفحہ ۱۳۳)

تو اب يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ کا معنی یہ ہوا کہ وہ لوگ جادو، جادوگر، بت اور کاہن پر ایمان لاتے ہیں۔ ان پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ یقین رکھا جائے کہ جادو، جادوگر، بت اور کاہن سے نفع اور نقصان پہنچ سکتا ہے اور جادو گر نافع وضار ہوتا ہے۔ اب جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں تو قرآن کی نظر میں اللہ کی لعنت و پھٹکار کے مستحق

ہوئے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

مشرکین مکہ اور اہل کتاب میں ایک وصف مشترک یہ تھی کہ وہ سحر میں اثر مانتے تھے اور مسلمین ان دونوں گروہوں کے باطل عقائد کا رد کرتے تھے۔ اس لئے اہل کتاب مشرکین مکہ کو مسلمین سے بہتر سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو لعنتی قرار دیا۔ اسی طرح اس آیت میں سحر کے اثر اور اس کی حقیقت کی نفی کی گئی کیونکہ سحر (جادو) پر یقین رکھنا یہ ہے کہ اس کو حقیقت سمجھ کر اس میں اثر مانا جائے۔

II۔ سحر (جادو) کیا ہے؟

جادو فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دھوکہ دہی اور شعبدہ بازی ہے جبکہ سحر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا قرآن میں تیس مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن نے اس کو کفر و شرک، شیطانی فعل، جھوٹ، دھوکہ، فریب، بناوٹ اور تخیل قرار دیا ہے۔ عربی لغات میں بھی سحر کے یہی معنی مذکور ہیں۔ چند لغات اور ساتھ ہی کچھ دیگر کتابوں کے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ "دھوکا اور بے حقیقت تخیلات پر بولا جاتا ہے جیسا کہ شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے نظروں کو حقیقت سے پھیر دیتا ہے"۔ (مفرادت القرآن اردو صفحہ 461 تصنیف امام راغب اصفہانی)

۲۔ "سحرہ (ف) سحرا۔ دھوکہ دینا"

"السحر۔ مص۔ وہ چیز جس کا ماخذ لطیف و باریک ہو۔ جھوٹ کو سچ بنا کر دکھانا، حیلہ سازی۔ فساد" (المنجد عربی اردو صفحہ 460)

۳۔ "لغت میں ہر اس شے کو سحر کہتے ہیں جس کا سبب پوشیدہ ہو۔ اس کا ماخذ سَحَر ہے جس

کے معنی ''پھیپھڑا'' ہیں جو ایک اندرونی عضو ہے۔ اور اپنی لطیف و نازک صفت کے لحاظ سے حیرت انگیز ہے۔ چنانچہ دھوکہ کو جس کی حقیقت کچھ ہو اور ظاہر کچھ کیا جائے، سحر کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔

''دھوکہ اور تخیلات جن کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ شعبدہ باز لوگوں کی نگاہوں سے بچا کر ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور فرعون کے مقابلہ کے واقعہ میں سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ (جادوگروں نے لوگوں کی نگاہوں کو دھوکہ دیا اور انہیں ہیبت زدہ کر دیا) میں یہی مراد ہے''۔

(قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری) از قاضہ زین العابدین صفحہ 274-275)

۴۔ ''ایسا دھوکہ جس کا پتہ نہ چلے کہ دھوکہ کس طرح دیا گیا ہے۔ اس لغت کے اعتبار سے یہ لفظ عام دھوکہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے''۔ (لغات ابن قتیبه للقر طبی)

۵۔ ''وہ چیز جس کا ماخذ لطیف ہو، ایسے انداز سے دھوکہ دینا کہ پتہ نہ چل سکے کہ دھوکہ کیسے دیا گیا ہے''۔ (تاج العروس)

۶۔ ''سحر (جادو) ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے اسباب مخفی ہوں اور اس سے حقیقت کے خلاف خیال پیدا کر دیا جائے اور اس سے دھوکہ اور فریب دیا جائے''۔ (حاشیہ تفسیر بیضاوی از شیخ زادہ صفحہ ۳۷۱)

۷۔ ''لفظ جادو ایک ایسا ہمہ گیر لفظ ہے جس کی حدود کے اندر تمام مکاریاں، فریب سازیاں اور شعبدہ بازیاں جنم لیتی اور پروان چڑھتی ہیں۔ ہر دل و دماغ پر جادوگری کی روایات مسلط ہیں۔ جسے دیکھو یہی کہتا ہے، جادو برحق ہے لیکن کرنے والا کافر ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جادو ایک کالا علم ہے اور اس کے اڑھائی حروف ہیں انہیں جو یاد کر لے

اور اس پر عمل کو پورا کرنے سے وہ کام جادو کے ذریعے کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی بد بختی سے جادو کے برحق ہونے کا یقین رہا ہے اور اکثر علماء نے قرآن مجید کی آیتوں اور بعض حدیثوں کے غلط معنیٰ سمجھ کر یہ بات قرار دی کہ قرآن مجید اور حدیثوں سے جادو کا برحق ہونا ثابت ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے۔ پچھلے زمانے میں اگرچہ لوگوں کا یقین تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ جادو سے آدمی گدھا اور گدھے سے آدمی بن سکتا ہے مگر اس زمانے میں جو لوگ زیادہ سمجھدار تھے انہوں نے جادو کے برحق ہونے سے انکار کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک حضرت امام ابوحنیفہ ہیں جنہوں نے فرمایا کہ سحر کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ اور معتزلہ کل سحر کے برحق ہونے کے قائل نہیں ہیں اور شافعیوں میں ابوجعفر اور حنفیوں میں ابوبکر رازی اور ظاہریوں میں سے ابن حزم بھی سحر کے برحق ہونے کو نہیں مانتے۔ جادو کے کھیل تماشے جو عام طور پر آپ دیکھتے رہتے ہیں، یہ صرف ہاتھ کی صفائی اور چالاکی ہوتی ہے'' (شعبدہ بازی از باوا صاحب دیال صفحہ ۱۱ تا ۱۴)

۸۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۱۶ کی تشریح میں ابوالکلام آزاد ''ترجمان القرآن'' میں لکھتے ہیں۔ ''جادو کے شعبدوں کی کوئی حقیقت نہیں، محض نگاہ کا دھوکہ تھا۔ چنانچہ دوسری جگہ اسے تخیل کی تاثیر سے بھی تعبیر کیا ہے (۲۰۔۲۲) نیز آیت (۱۱۷) میں فرمایا ''مـا یـا فـکـون'' یعنی ان کی نمائش جھوٹی تھی۔ جادو کا اعتقاد دنیا کی قدیم اور عالمگیر گمراہیوں میں سے ہے اور نوع انسانی کے لیئے بڑی مصیبتوں کا باعث ہو چکا ہے۔ قرآن نے آج سے تیرہ سو برس پہلے اس کے بے اصل ہونے کا اعلان کیا لیکن افسوس دنیا متنبہ نہ ہوئی۔ (ترجمان القرآن جلد دوئم صفحہ 26)

۹۔ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد سوئم میں لکھتے ہیں:

سحر و جادو کوئی مؤثر حقیقی شے نہیں، سورۃ 'طٰـــہ' میں نہایت تصریح کے ساتھ یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ خیال سے زیادہ اس کی حقیقت نہیں۔

''فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى'' (طٰهٰ ۔٦٦)

''پھر نا گہاں مصر کے جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے اثر سے موسیٰ کے خیال میں معلوم ہونے لگیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ حکم ہوا کہ موسیٰ تم بھی اپنا عصائے اعجاز ڈالدو، نتیجہ یہ ہوا کہ حق نے باطل پر فتح پائی''۔

''قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا oاِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى'' ؕ (طٰهٰ ۔٦٩)

''ہم نے کہا موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی سر بلند رہو گے، تمہارے داہنے ہاتھ میں جو ہے تم اس کو ڈالدو، وہ ان کی صنعت کاری کو نگل جائے گا، بے شک جادوگروں نے جو صنعت کی تھی، وہ جادو کا فریب تھا اور جادوگر جدھر سے بھی آئے وہ فلاح نہیں پا سکتا''۔

ساحر اور نبی میں اللہ تعالیٰ نے جو فرق و امتیاز بتایا، وہ یہی ہے کہ نبی فلاح پاتا ہے اور جادوگر فلاح نہیں پاتا، نبی کے تمام اعمال مساعی، جدوجہد اور معجزات کا مرکز و محور فلاح اور خیر ہوتا ہے اور جادوگر کا مقصد صرف فریب دھوکا اور شر ہوتا ہے۔ دوسری ایک اور آیت میں اسی مفہوم کو دہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ مصر کے جادوگروں سے کہتے ہیں۔

''مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ''(یونس:٨١)

''جو تم لائے ہو وہ جادو ہے۔ اللہ اس کو باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ شریروں کے کام کو

نہیں سنوارتا''۔ یعنی سحر و جادو ایک تماشا ہے اور اعجاز کا اثر دائمی ہوتا ہے اور اس کے نتائج دنیا میں نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں، فرعون نے حضرت موسیٰ کے اعجاز کو دیکھ کر کہا کہ ''یہ سب جادو کے کرشمے ہیں'' حضرت موسیٰ نے جواب دیا۔

أَسِحْرٌ'' هٰذَا ط وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (یونس:٧٧)

''کیا یہ جادو ہے اور جادو کرنے والے تو فلاح نہیں پاتے''۔

غرض ''فلاح'' اور ''عدم فلاح'' سحر اور اعجاز کے درمیان سب سے بڑا فرق ہے۔

(سیرۃ النبی جلد سوئم صفحہ 179، 180)

معلوم ہوا کہ سحر (جادو) کفر و شرک، شیطانی فعل، باطل، جھوٹ، دھوکا، فریب، حیلہ سازی، بناوٹ، کھیل تماشا، ہاتھ کی صفائی اور چالاکی، بے اصل اور بے حقیقت شے، شعبدہ بازی، نگاہ کا دھوکا اور محض تخیل ہے۔ اس کی حیثیت فریب نظر اور فریب خیال سے زیادہ کچھ نہیں۔ سحر کوئی مافوق الاسباب اور موثر شے نہیں بلکہ ایسے اسباب پر مبنی عمل ہوتا ہے جو باریک اور لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہوں، ان ہی اسباب کو استعمال کرتے ہوئے ساحر یا شعبدہ باز ہاتھ کی صفائی سے کام لے کر بڑی فنکاری سے لوگوں کی نظروں کو دھوکہ دیتا ہے اور کمالِ چالاکی سے اسباب کو پوشیدہ رکھ کر لوگوں کو یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ سارا کرشمہ اس کے جنتر منتر یا جادو کے کلام پڑھنے سے رونما ہوا حالانکہ الفاظ کا پڑھنا، پھونکنا اور دم کرنا اس کا فریب اور دھوکہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ ناظرین کا خیال ان اسباب سے پھیر لیتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں وہ اس کے منہ کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اور یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جس سے فائدہ اُٹھا کر وہ فوراً اپنی عیاری اور مکاری سے اپنا کرتب سرانجام دیتا ہے اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ جادو نے اپنا اثر کر ڈالا۔ اسی طرح وہ جادو کا اثر برحق مان کر ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں۔

III۔ سحر (جادو) کفر و شرک کیوں ہے؟

قرآنی تعلیمات کے خلاف جو بھی عقیدہ اختیار کیا جائے یا قرانی تعلیم سے انکار کیا جائے تو وہ کفر و شرک ہوگا۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ لوگوں کہ جو بھی نقصان پہنچتا ہے وہ اللہ کے اذن و مشیت اور قضا سے پہنچتا ہے۔ کوئی بھی مخلوق اسباب کے بغیر کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی بلکہ نفع اور نقصان پہنچانے اور ہر قسم کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی پاس ہیں۔ چونکہ سحر کو برحق ماننا، اس میں مافوق الاسباب نفع اور نقصان کا اثر ماننا اور جادوگر کو نافع وضار سمجھنا بھی قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے اس لئے کفر و شرک ہے مگر بدقسمتی سے لوگوں کے اعتقاد کے اندر یہ خرابی موجود ہے کہ وہ سحر میں مافوق الاسباب نفع اور نقصان کا اثر مانتے ہیں اور پھر اس کو ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث سے مندرجہ ذیل حوالہ جات بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔

۱۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 102 سے ہاروت و ماروت کا واقعہ۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جادوگروں کے مقابلے کا واقعہ۔

۳۔ روایات کی رو سے نبی ﷺ پر سحر کے اثر کا واقعہ۔

۴۔ معوذتین کے نزول سے آپ ﷺ پر سے سحر کے اثر کا زائل ہونا۔

آیئے قرآن کی روشنی میں ان چاروں امور کا علمی جائزہ لیتے ہیں۔

IV۔ ہاروت ماروت کے قصہ سے سحر (جادو) کے اثر کا استدلال

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ سحر کا اثر قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ نے جادو نازل کیا ہے۔ ہاروت و ماروت نے سکھایا ہے اور اس کے ذریعے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 102 اور 103 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس کی تشریح و توضیح:

”وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۖ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ“ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ“ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝“(البقرہ:۱۰۲،۱۰۳)

(اور انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام لے کر پڑھا کرتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا لیکن شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں

کو سحر سکھاتے تھے اور بابل شہر میں دو فرشتوں کے ذریعے ہاروت و ماروت پر سحر نازل نہیں کیا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم آزمائش ہیں پس تو انکار نہ کر۔ پھر بھی یہ لوگ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔ حالانکہ وہ کسی کو بھی اس کے ذریعے نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے مگر (نقصان و تکلیف) اللہ کے اذن سے (پہنچتی ہے) اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچاتی اور نفع نہیں پہنچاتی اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ کاش وہ جانتے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں بہت بہتر بدلہ پاتے، کاش وہ جانتے)۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 102، 103)

تشریح: ''تنزل و پستی میں گری ہوئی ہر قوم کی طرح اہل کتاب بھی سحر و ساحری کے چکر میں پھنس کر رہ گئے تھے اور کتاب اللہ یعنی تورات کی جگہ ان کے درمیان سحر و ساحری کی کتابیں ہی مقبول تھیں۔ ان میں سے بہت سے اس کو سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے میں اوقات ضائع کرتے رہتے تھے۔ اللہ نے اس آیت میں ان کی یہ ہی حالت بیان فرمائی ہے اور جادوگروں کی افتراء پردازی کی قلعی کھولی ہے اور بتایا ہے کہ یہ دونوں باتیں غلط محض ہیں نہ سلیمانؑ کی طرف اس کی نسبت صحیح ہے نہ دو فرشتوں کی طرف۔ بھلا اللہ کی نبی اور اس کے فرشتوں کو جادو سے کیا نسبت ہو سکتی ہے کیونکہ جادو تو کفر ہے''۔ (مفتاح القرآن حصہ اول صفحہ ۲۸۲۔ از شبیر احمد ازہر میرٹھی)

'سلیمانؑ تو بندۂ مومن اور اللہ کے نبی تھے پھر وہ سحر کا ارتکاب کیسے کر سکتے تھے۔ سحر کفر ہے جو ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ پس یہ لوگ یعنی ساحرین اور ان کے متبعین حضرت

سلیمانؑ پر سحر کا جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔ ہاں خود یہ شیاطین کافر ہیں۔ کفر کا ارتکاب انہوں نے کیا ہے اور نہ صرف یہ کہ خود یہ لوگ سحر کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ اور لوگوں کو سحر سکھاتے بھی ہیں' (مفتاح القرآن حصہ اول صفحہ ۲۷۲)

ادارہ معارف اسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا) لکھتا ہے:

''قرآن مجید نے بتایا کہ جنوں اور انسانوں کا ایک شیطانی گروہ سحر اور جادو کے دھندوں میں ملوث ہو گیا تھا۔ حالانکہ جادو کی تعلیم کفر ہے اور اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ نے نہ تو اس کا ارتکاب کیا اور نہ وہ کر سکتے تھے۔ وہ قطعاً کفر کے مرتکب نہیں ہوئے۔ یہ شیاطین تھے جنہوں نے لوگوں کو جادو سکھلا کر کفر کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے یہودیوں کے جھوٹے الزام بلکہ بہتان کی بہت سختی سے تردید فرما کر حضرت سلیمانؑ کی برّیت کا اعلان کر دیا کہ حضرت سلیمانؑ نے نہ جادو کی تعلیم دی تھی اور نہ کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ یہود کے شیطانی خصلت جادوگر اپنی ساحرانہ حرکتوں کو تقویت دینے کے لئے انہیں حضرت سلیمانؑ کی طرف منسوب کر دیتے اور مشہور کرتے تھے کہ حضرت سلیمانؑ کی رضامندی اور حکم سے جادوگری کر رہے ہیں۔ قرآن مجید نے یہود کے اس بہتان اور جھوٹے دعوے کی تردید کر کے حضرت سلیمانؑ کی برّیت فرمائی اور ان کے دامن عصمت کو داغدار ہونے سے بچا لیا''۔ (ادارہ معارف اسلامیہ، انسائیکلوپیڈیا، صفحہ ۸۱ جلد ۲۳)

یہی بات قاضی زین العابدین نے اپنی کتاب ''قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری) میں ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

''اکثر علماءِ یہود کتاب الٰہی توریت کو پس پشت ڈال کر سحر اور جادو میں لگ کر دنیا کماتے تھے اور اپنے فعل کو جائز قرار دینے کے لئے ''جادو'' کو ملکوتی علم بتلایا کرتے تھے اور

اس سلسلہ میں دو باتیں خاص طور سے ذکر کرتے تھے ایک یہ کہ سلیمان علیہ السلام جو جن وانس پر حکمرانی کرتے تھے تو ان کے پاس جادو کی قوت تھی جس کے ذریعہ انہوں نے جنوں اور ہواؤں کو بھی تابع کر لیا تھا۔ دوسرے یہ کہ خداوندا تعالیٰ نے شہر بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتے خاص اس غرض سے بھیجے تھے کہ وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔ قرآن کریم نے ان کے اس فروغ و دروغ کی قلعی کھول دی او تصریح فرما دی گئی کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ سلیمان نے کفر نہیں کیا یعنی جادو کفر ہے۔ سلیمان نبی تھے ان کا دامن اس نجاست سے کس طرح ملوث ہو سکتا تھا۔، اور وَ مَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ﴿ اور نہ ہی بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اللہ کی طرف سے جادو نازل کیا گیا"۔

(صفحہ ۶۴۹ قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری)

جس طرح سلیمان علیہ السلام اس ناپاک اور شیطانی کام سے مبرا تھے اسی طرح فرشتے بھی۔ قرآن نے صریح الفاظ میں وضاحت کی ہے کہ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَا ئِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ (الحجر:۸) کہ فرشتے صرف حق کے ساتھ ہی نازل ہوتے ہیں۔ اب جادو حق تو ہے نہیں کہ فرشتوں پر نازل کیا جاتا یا پھر فرشتوں کے ذریعے نازل کیا جاتا۔ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ (البقرہ:۱۰۲) اس بات کو بالکل صاف کر دیتی ہے کہ فرشتوں کے ذریعے جادو نازل نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اکثر لوگوں کا اعتقاد یہ رہا ہے کہ جادو فرشتوں ہی پر اترا تھا۔ لہٰذا یہ عنوان کافی وضاحت طلب ہے اور ہم پوری تفصیل سے اس پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

V۔ کیا جادو فرشتوں پر اترا تھا؟

بعض لوگوں نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۲ کا غلط ترجمہ کر کے یہ عقیدہ بنایا ہے کہ سحر دو فرشتوں پر اترا تھا اور وہ دونوں یہ لوگوں کو سکھاتے تھے۔ مفتاح القرآن کے مولف شبیر احمد از ہر میرٹھی اس ترجمہ کو غلط قرار دے کر لکھتے ہیں۔

"بعض لوگوں نے اسے (ما) موصولہ سمجھا اور ماتتلوا پر عطف قرار دیا اور یہ معنی بتائے ہیں کہ یہ لوگ اس چیز کے پیچھے پڑ گئے ہیں جسے شیاطین سلیمان کی طرف منسوب کر کے پڑھا کرتے تھے اور اس چیز کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اتاری گئی تھی"۔ یعنی ایک سحر وہ تھا جس کی تلاوت شیاطین کرتے تھے اور ایک سحر وہ تھا جس کی تعلیم ہاروت و ماروت نام کے دو فرشتے بابل میں دیتے تھے اور ان پر وہ اللہ کی طرف سے اتارا گیا تھا لیکن یہ تفسیر غلط ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ سحر بھی مُنَزَّل مِنَ الله اور حق ہوا اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی لوگوں کو سحر کی تعلیم دینے کا انتظام فرمایا ہو حالانکہ سحر کو اللہ تعالیٰ نے کفر بتایا ہے اور انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیاطین جن وانس ناکافی نہ تھے کہ فرشتوں سے کام لیا جاتا"۔ (مفتاح القرآن حصہ اول صفحہ ۲۷۸۔ از شبیر احمد ازہر میرٹھی)

پیر جھنڈا بدیع الدین راشدی صاحب اپنی سندھی تفسیر "بدیع التفاسیر" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ: یہ "ما" نافیہ ہے اور مَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ پر عطف ہے۔ یعنی یہ کفر (جادو کرنا یہ سکھانا) نہ سلیمان علیہ السلام نے کیا اور نہ دونوں فرشتوں کی طرف ایسا حکم نازل ہوا۔ یعنی یہودیوں کے قول کو رد اور جھوٹا قرار دیا۔ وہ کہتے تھے کہ سلیمانؑ

جادو کرتے تھے۔ اسی نے ہمیں سکھایا۔ اور یہ بھی کہا کہ دو فرشتوں کی طرف یہ حکم نازل ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ سارا کام شیاطین کا ہے اور وہی انہیں سکھاتے تھے۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۴۴ جلد ۲ میں دوسرے کئی محققوں اور مفسرین نے اسی طرح کہا ہے۔ اسی طرح آیت کا ترجمہ کیا ہے اور مفسرین "ما" کو موصولہ کہتے ہیں ان کے مطابق "مَاتَتْلُوْ االشَّيٰطِيْنُ" پر عطف ہوگا اور معنی یہ ہوں گے کہ یہی یہودی کتاب اللہ کو چھوڑ کر اس کی جگہ اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس کو شیاطین نے پڑھا یعنی جادو سکھاتے اور جو فرشتوں پر اتارا گیا اسی کی پیروی کرتے تھے۔ مگر ہم نے اوپر بیس قرائن ذکر کئے ہیں جس کے نتیجے میں یہ معنی درست نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ معنی اسلامی عقائد کے خلاف اور فرشتوں کی شان کے منافی ہے۔ اس لئے وہ معنی صحیح ہیں جو ہم نے ذکر کئے ہیں۔ یعنی "ما" نافیہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اسی الزام اور بہتان کو غلط ٹھہرایا بلکہ جادو اور اس کی تعلیم شیطان کی طرف سے ہے اور فرشتوں کی شان اس سے بلند ہے۔ محض (غلط) موضوع روایات کی بنیاد پر ایسی تفسیر کرنا قطعاً درست نہیں ہے بلکہ قرآن کی شان کے خلاف ہے"۔

(ترجمہ صفحہ ۸۵ بدیع التفاسیر ج ۳)

اس اقتباس میں انہوں نے جن قرائن کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہیں۔

اقرائن الداخلیہ: خود قرآنی مضمون میں ایسے قرائن موجود ہیں جو اس واقعہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

۱۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اس جادو کر کفر قرار دیتا ہے جسے كَفَرَ سُلَيْمَانُ تو دوسری طرف یہ کہنا کیسے درست ہوگا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف حکم کیا ہو کہ لوگوں کو جادو سکھائیں؟ (تعالیٰ اللہ عن ذالک)

۲۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ "وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ" یعنی کہ کفر شیاطین نے کیا جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ پھر ایسی باتوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کیسے حکم کرے یہ ناممکن ہے۔

۳۔ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جادو سکھانا خود کفر ہے پھر ایسا کام فرشتوں سے کیسے لیا جاسکتا ہے حالانکہ وہ مقدس اور پاک مخلوق ہیں۔

۴۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ غلط قرار دے اور مرتکبین کے لئے آخرت میں جس کا کوئی فائدہ نہ ہو وہ کام پھر اللہ کے فرشتے سکھائیں یا ان کی طرف وہ حکم نازل کیا جائے، یہ بات بعید از قیاس ہے۔

۵۔ مضمون صاف بتلا رہا ہے کہ کتاب اللہ اور جادو کا علم دونوں متضاد ہیں، اسی لیئے تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ذہنیت بیان کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ کر جادو کے پیچھے پڑے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دو حکم کیسے بھیجے گا جو ایک دوسرے کے برخلاف ہوں: "وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا" ○ (النساء:۸۲)

۶۔ جادو کے علم سے خاص یہ کام لیتے تھے کہ زوجین کے درمیان جدائی اور افتراق کراتے۔ ایسا علم نہ فرشتوں کے شایانِ شان ہے اور نہ وحی کے لائق۔

۷۔ جس علم کو اللہ تعالیٰ ضرر رساں بتائے اس علم کو فرشتے کیسے سکھا سکتے ہیں۔

۸۔ یہاں بابل شہر کا ذکر ہے حالانکہ یہ شہر مشہور ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ کئی مورخ اور سیاح اس کو دیکھ چکے ہیں لیکن کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی۔

۹۔ اگر فرشتوں پر ایسا حکم نازل ہوتا تو وہ پہلے سلیمان علیہ السلام کو بتاتے اور سکھاتے

کیونکہ فرشتے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کی طرف آتے ہیں مگر یہاں تو اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے کہ یہ سلیمانؑ نے نہیں بلکہ شیاطین نے کہا اس لئے یہ قصہ ہی بے بنیاد ہے۔ تلك عشرة كاملة (ترجمہ صفحہ ۷۰ جلد ۳ بدیع التفاسیر بدیع الدین شاہ راشدی ناشر جمعیت اہلحدیث سندھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَاكَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ السِّحْرَ ق": (اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے)۔ قرآن نے بتایا کہ جادو کفر اور شیطانی فعل ہے اور شیاطین ہی اسے سکھا کر کفر کے مرتکب ہوئے۔ سلیمانؑ تو اللہ کے نبی تھے۔ ان کا دامن اس نجاست سے کس طرح آلودہ ہوسکتا تھا۔ آگے اللہ نے فرمایا: وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ میں بھی "ما" نافیہ ہے۔ کئی مفسرین نے اس کی وضاحت کی ہے۔ دیکھئے تفسیر قرطبی، تفسیر المنار، تفسیر ثنائی، تفسیر القاسمی، تفسیر ترجمان القرآن، تفسیر غایۃ القرآن، تفسیر مفتاح القرآن، تفسیر الغزنوی وغیرہ ذالک۔ چونکہ جادو کفر ہے، شیطانی فعل ہے، باطل اور جھوٹ ہے، اس لئے یہ کہنا کہ جادو اللہ نے اتارا یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اللہ تو فرماتا ہے: "وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ: اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا ہے"۔ (الزمر:۷)

تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ ایسے کفریہ کام کرنے کا حکم نہیں دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے

"فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ" ٥ : پس کافروں پر اللہ کی لعنت (البقرۃ:۸۹)

"فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ" ٥: پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (آل عمران:۶۱)

اللہ تعالیٰ کفر اور جھوٹ پر لعنت بھی فرمائے اور اس کو نازل بھی کرے۔ یہ کیونکر ممکن

ہے۔ مزید یہ کہ ہاروت و ماروت سے متعلق جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں عورت اور مرد کے درمیان جدائی ڈالنے کا ذکر ہے۔ پرائی خواتین پر نظر رکھنا، پھر ان کو اپنانے کے لئے مرد اور عورت میں جدائی ڈالنا یقیناً بے حیائی اور فحاشی کی بدترین مثال ہے۔ مشرکین جب بھی کوئی بے حیائی کا کام کرتے تو اس کا الزام اللہ پر لگاتے کہ اس کا حکم تو اللہ نے ہمیں دیا ہے۔ دیکھئے سورۃ اعراف۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا" ط (اعراف:۲۸): (اور جب وہ کوئی بے حیائی کرتے تو کہتے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا ہے اور اس کا حکم تو اللہ نے ہمیں دیا ہے)۔ "قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ط اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ٥": (ان سے کہو کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا ہے۔ کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے)۔

اب کس بات کو ماننا زیادہ قرین انصاف ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا یا یہ کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے بے حیائی سکھانے اور اس کی تعلیم دینے کے لئے ملائکہ بھیجے؟ قرآن حکیم سے تو ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ ملائکہ حق بات لے کر اترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ" (الحجر:۸): (ہم ملائکہ کو حق کے ساتھ نازل کرتے ہیں۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ : اللہ کی بات حق ہے)۔ (الانعام:۷۳)۔ "قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ" (ص:۸۴): (اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس حق یہ ہے اور میری بات حق ہے)۔ اللہ کی لاریب کتاب سے تو یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے، اس کا کلام حق ہے اور وہ اپنے ملائکہ کو حق ہی کے ساتھ نازل کرتا ہے اور انبیاء علیہم السلام نے حق ہی کی طرف دعوت دی ہے، جبکہ سحر کے باطل اور جھوٹ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس لئے سحر نہ اللہ نے

اتارا ہے اور نہ ملائکہ لے کر آئے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

''ابن عباسؓ فرماتے ہیں جادو اللہ کا نازل کیا ہوا نہیں۔ ربیع بن انس فرماتے ہیں یہودیوں نے اس چیز کی تابعداری کی جو سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا، نہ اللہ تعالیٰ نے جادو کو ان دو فرشتوں پر اتارا ہے (جیسا اے یہودیو! تمہارا خیال جبرائیل و میکائیل کی طرف ہے) بلکہ یہ کفر شیطانوں کا ہے جو بابل میں لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور ان کے سردار جو دو آدمی تھے ان کا نام ہاروت و ماروت تھا''۔ (تفسیر ابن کثیر اردو جلد اول صفحہ ۱۵۲)

محمد جمال الدین قاسمی اپنی تفسیر القاسمی میں لکھتے ہیں: ''محققین جس طرف گئے ہیں وہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت دو انسان تھے جو بظاہر دیندار بنے ہوئے تھے۔ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور لوگوں کا ان کے متعلق حسن اعتقاد یہاں تک تھا کہ وہ ان کو آسمان سے آئے ہوئے فرشتے سمجھتے تھے۔ وہ جو کچھ لوگوں کو سکھایا کرتے تھے وحی سے نہیں بتاتے تھے اور ان دونوں کا مکر یہاں تک تھا کہ لوگوں کا اپنے متعلق حسن اعتقاد برقرار رکھنے کے لئے وہ ان کے سامنے یہ بھی کہتے تھے۔ ہم تمہارا امتحان لے رہے ہیں کہ تم صحیح کام کرتے ہو یا غلط کام کرتے ہو۔ ہم تو تمہیں نصیحت کریں گے کہ تم غلط کام یا کفر کا کام نہ کرو۔ وہ دونوں یہ بات اس لئے کہتے تھے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ان کے علوم الٰہی علوم ہیں، ان کا فن روحانی فن ہے اور یہ دونوں سوائے اچھائی اور بھلائی کے کچھ نہیں چاہتے جیسا کہ ہمارے زمانے کے دجا لوں کا انداز ہے کہ ان لوگوں کو جو اُن سے کسی کی محبت یا کسی بغض کے لئے تعویذ کرواتے ہیں۔ تو یہ دجال ان کو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری تمہیں یہ وصیت ہے کہ ہمارے اس محبت کے تعویذ کے ذریعے کسی شادی شدہ کو نہ پھنسا لینا وغیرہ۔ اس قسم کی چیزیں یہود میں بہت تھیں

حتیٰ کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ سحر ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ دونوں فرشتے ہیں جو لوگوں کو تعلیم دینے کی غرض سے آئے ہیں۔ قرآن مجید ان تمام باتوں اور تمام دعوؤں کی تکذیب کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ دونوں آسمان سے نہیں آئے اور سحر بُری چیز ہے اور اس کا سیکھنا اور سکھلانا جرم ہے لہٰذا یہاں پر ''ما'' صحیح اقوال کی رو سے ''ما'' نافیہ ہے اور ملکین کا لفظ عرف کے مطابق ہے جو اس وقت ان کے متعلق لوگوں میں تھا''۔ (تفسیر قاسمی الجزالاول صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱)۔

آگے لکھتے ہیں:

(۱) اگر سحر ان دونوں پر نازل کیا گیا تھا تو لامحالہ نازل کرنے والا اللہ تھا اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ سحر کفر و عبث ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں ہے کہ ایسی چیز کو نازل کرے۔

(۲) قرآن مجید کا ارشاد ہے: ''وَلٰـكِنَّ الشَّيٰـطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ق'' : (لیکن شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے) اس بات پر دلیل واضح ہے کہ سحر کی تعلیم کفر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ملائکہ سحر کی تعلیم دیتے تھے تو ان کے اوپر کفر لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔ ملائکہ کے متعلق ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

(۳) جس طرح انبیاء کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تعلیم سحر کے لئے مبعوث کئے جائیں، اسی طرح فرشتوں کا تعلیم سحر کے لئے نازل ہونا جائز نہیں۔

(۴) سحر کی نسبت سوائے کفار، فساق اور شریر شیاطین کے اور کسی کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ پھر بھلا اس کی نسبت اللہ کی طرف کیسے کی جاسکتی ہے جو اس سے منع کرنے والا ہے اور کرنے والے کو جس نے سزا کی تعزیر دی ہے۔ اور کیا سحر سوائے باطل کے کچھ اور

بھی ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی عادت اس قسم کے باطل کو ختم کرنے میں نہیں ہے؟ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں اس نے فرمایا: جو چیز لائے ہو وہ سحر ہے، بے شک اللہ اسے عنقریب ختم کر دے گا۔ (ترجمہ تفسیر القاسمی محاسن التاویل الجزالاول ص213،212)

اسی طرح تفسیر قرطبی، تفسیر ثنائی، تفسیر جلالین، مفتاح القرآن اور بہت سے دوسرے مفسرین نے ہاروت و ماروت کو دو انسان یا شیاطین قرار دیا ہے۔ محمد حفیظ الرحمٰن سیوہاری صاحب نے قصص القرآن میں قرطبی اور ابن جریر کے حوالے سے لکھا ہے: "آیت ما انزل" میں نافیہ ہے اور "ہاروت و ماروت شیاطین" سے بدل ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کہ بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے آسمان کے فرشتے "سحر" کا علم لے کر آئے تھے بلکہ شیاطین سحر سکھاتے تھے جن میں سے بابل میں دو مشہور شخصیتیں ہاروت و ماروت کی تھیں"۔ (قصص القرآن جلد دوئم صفحہ ۱۶۲)

شبیر احمد ازہر میرٹھی مفتاح القرآن میں ہاروت و ماروت کے متعلق لکھتے ہیں۔: "دونوں عبرانی نسل کے ہی تھے کیونکہ اس انداز کے نام اسی نسل میں ملتے ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کا نام طالوت اور اس کے حریف مقابل کا نام جالوت خود قرآن میں مذکور ہے۔ ہاروت و ماروت نے اپنے ہم پیشہ لوگوں کی طرح ویرانہ نشینی اختیار کر کے اپنی شخصیت کو پراسرار بنا رکھا تھا۔ دور دور سے جادو کے شوقین جن میں اکثریت اسرائیلیوں کی ہی ہوتی تھی ان کے چرنوں میں پہنچ کر سیس نواز تے اور درخواست کرتے کہ ہمیں اپنے چیلے بناؤ۔ یہ دونوں گرو بھی پورے گھاگ تھے۔ کسی خام طالب شخص کو منہ نہ لگاتے بلکہ پہلے اچھی طرح خوب ٹھوک بجا بجا کر دیکھ لیتے۔ جسے طلب کا سچا پاتے اسے ہی

بتاتے۔ وہ طالب سے کہتے کہ بھائی یہ گناہ اور کفر کا کام ہے تیری عاقبت برباد ہو جائے گی ع سن نہ کر دم شما حزر بکنید۔ اور جب خوب دیکھ لیتے کہ طالب صادق ہے اور اسے ایمان و عاقبت کی فکر نہیں ہے تب اسے اپنی شاگردی میں لے لیتے۔ چنانچہ ارشاد ہے: "وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَه" فَلَا تَكْفُرْ ط": (یعنی ہاروت و ماروت جادو سکھانے سے پہلے ہر سیکھنے والے سے کہتے ہیں کہ ہم تو آزمائش ہیں پس تو کفر نہ کر یعنی جادو مت سیکھو)۔ یہ بات وہ ہونے والے شاگرد سے اس لئے نہیں کہتے تھے کہ وہ خود فرشتے یا صاحب ایمان تھے یا معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مبعوث تھے بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا اس طرح وہ طالب کی طلب کا اندازہ لگاتے اور اپنا معاملہ پکاتے تھے"۔ آگے اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَة" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَة" کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ بات کہہ کر وہ اپنی شخصیت کو طالب کی نظر میں زیادہ عظیم و پراسرار بنا دیتے تھے، کیونکہ اس طرح وہ سمجھ لیتا تھا کہ یہ فوق البشر ہستیاں ہیں پس ان کا یہ قول از راہِ تلبیس تھا۔ دوئم یہ کہ فتنة یہاں بمعنی مفتوں ہو۔ یعنی ہم تو اس سحر و ساحری کے چکر میں پڑ ہی گئے مگر تُو تو اس سے بچا رہ۔ اس صورت میں یہ قول برائے تلبیس تھا تا کہ طالب کی آتش شوق تیز تر ہو جائے"۔ (مفتاح القرآن حصہ اول صفحہ ۲۷۸ تا ۲۸۰)

انسائیکلو پیڈیا (ادارہ معارف اسلامیہ) جلد ۲۳ میں مختلف تفاسیر کے حوالوں سے اپنی تحقیق میں لکھتا ہے: "وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ: میں "ما" نافیہ ہے اور اس کا عطف وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ پر ہے۔ اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے: (نہ سلیمانؑ نے کفر کیا اور نہ دو فرشتوں پر جادو اتارا گیا)۔ یہود کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور

میکائیل دو فرشتوں کے ذریعے جادو نازل کیا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس غلط عقیدے کی بھی تردید کر دی کہ جبرئیل اور میکائیل دو فرشتوں کے ذریعے کسی قسم کا جادو نہیں اتارا گیا"۔ (ادارہ معارف اسلامیہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۱)

یہ تفسیر سب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ "عَلَى الْمَلَكَيْنِ " میں "عَلَى" کے معنی ذریعہ کے ہیں جیسا کہ تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں ہے جس کی تائید سورۃ آل عمران کی آیت سے ہوتی ہے۔:"رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○" :(اے ہمارے رب تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ بے شک تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا ہے)۔ (آل عمران: ۱۹۴)۔ یہاں "عَلٰى" بمعنیٰ ذریعہ ہے تو اس آیت کی روشنی میں وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ میں "علٰی" کے معنی بھی "ذریعہ" ہو سکتے ہیں۔ "الْمَلَكَيْنِ" میں الف لام عہدی ذکری ہیں جس سے مراد دو ملائکہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں جن کا ذکر سورۃ بقرہ کی مذکورہ آیت نمبر ۱۰۲ سے تین آیتیں پہلے آیت نمبر ۹۸ میں اللہ نے فرمایا ہے۔ "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○" (البقرہ: ۹۸): ("جو شخص اللہ کا اور اس کے ملائکہ کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا دشمن ہو تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے")۔ یہودی جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو اپنا دشمن تصور کرتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ان پر الزام لگایا کہ انہوں نے ہاروت و ماروت پر اللہ کی طرف سے جادو اتارا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ ملائکہ کے ذریعے جادو نہیں اتارا گیا ہے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام کفر و شرک سے پاک ہوتے ہیں اسی طرح

ملائکہ بھی۔ اور یہ بات بھی اللہ کی کتاب میں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملائکہ انسانوں کی تعلیم کے لئے نہیں آتے۔ انسانوں کی تعلیم کے لئے تو اللہ انبیاء علیہم السلام مبعوث فرماتے تھے۔ دیکھئے سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۹، سورۃ النحل آیت نمبر ۴۳، سورۃ انبیاء آیت نمبر ۹۴۔۹۵، سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۰، سورۃ المومنون آیت نمبر ۳۳۔۳۴۔ قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہے کہ ملائکہ انسانوں کی تعلیم کے لئے نہیں آتے۔ وہ تو انبیاء کو بشارت دینے کی غرض سے آتے ہیں جیسا کہ ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دی اور تعزیب کے لئے آئے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ کی طرف سے عذاب لائے۔ جبریل علیہ السلام انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی لاتے تھے۔ اسی طرح لیلۃ القدر (شب قدر) میں روح اور ملائکہ اترتے ہیں۔ مندرجہ بالا امور کے علاوہ قرآن نے لوگوں کو تعلیم دینے یا سمجھانے کے لئے فرشتوں کا زمین پر بھیجے جانے کا انکار کیا ہے اور یہ نص صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف تعلیم دینے کے لئے انہی کی نوع کے انسانوں کو یعنی انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔

اب بات صاف ہوگئی اور کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ ہاروت و ماروت ملائکہ نہ تھے اور نہ اللہ کی طرف سے لوگوں کو سحر کی تعلیم دینے کے لیئے آئے تھے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط": (پس وہ لوگ ان دونوں سے وہ چیز سیکھنا چاہتے تھے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں)۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جادو سے میاں بیوی میں جدائی ڈالی جاسکتی ہے بلکہ ان کا گھٹیا پن اور خباثت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے باطل خیال میں وہ چیز سیکھنا چاہتے تھے کہ جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال سکیں۔ اس لئے اللہ

نے ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ”وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ“ :[اور وہ (جادوگر) اس (جادو) سے کسی کو بھی کوئی نقصان بھی پہنچتا ہے وہ اللہ کے اذن و مشیت اور قضا سے پہنچتا ہے]۔ کوئی بھی مخلوق اسباب کے بغیر کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اور نہ کوئی جادوگر اپنے جادو سے کسی کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے بلکہ نفع اور نقصان پہنچانے اور سارے کے سارے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں:۔ ”بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا“ [بلکہ تمام (اختیارات) اللہ کے پاس ہیں]۔ اذن کے معنیٰ اللہ کے حکم اور قانون کے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جادوگر ”بِاِذْنِ اللّٰهِ“ اللہ کے حکم اور اس کی اجازت سے لوگوں کو مافوق الاسباب اپنے جادو سے نقصان پہنچا سکتا ہے یا مرد اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتا ہے تو وہ یہ غلط سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سحر کو کفر، شیطانی فعل، جھوٹ اور باطل قرار دیا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے کرنے کا حکم دے اور ساتھ ہی اس کے ذریعے نقصان پہنچانے کا اختیار بھی دے تو پھر اس کا کرنا اور اس کے ذریعے نقصان پہچانا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوگی اور یہ کام باعثِ ثواب ہوگا نہ کہ کفر اور قابل مواخذہ۔ دوئم اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ: ”وَلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا o“ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تو پھر جادوگر کو کیسے شریک بنا لیا۔ سوئم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى“ (جادوگر جہاں بھی جائے کامیاب نہیں ہوگا)۔ اگر بالفرض اللہ جادو میں اثر ڈال کے اس کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچائے تو پھر جادوگر اپنی مراد کو پہنچ گیا جبکہ یہ بات درج بالا آیت کے خلاف ہے۔ چہارم یہ کہ دل میں مافوق الاسباب الفت اور نفرت پیدا کرنا، اللہ تعالیٰ کے صفات خاصہ میں سے ہے۔ دیکھئے سورۃ انفال آیت ۶۳ سورۃ المائدہ آیت ۶۴،۱۴۔ سورۃ انفال کی آیات میں تو

اللہ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ تو اگر زمین کے تمام وسائل بروئے کار لے آئے تب بھی صحابہ کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے۔

VI۔ موسیٰ علیہ السلام کا ساحروں سے مقابلہ

سحر کا اثر ثابت کرنے کے لئے دوسری دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ موسیٰ علیہ السلام اور ساحروں کے مقابلے کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی دعوت پیش کی تو فرعون نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو کوئی نشانی پیش کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر اپنی لاٹھی ڈال دی تو یکا یک وہ ایک نمایاں اژدھا بن گیا۔ پھر اپنا ہاتھ گریباں سے نکالا تو دیکھنے والوں کے سامنے وہ چمک رہا تھا۔ فرعون کی قوم کے سردار آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ (موسیٰ علیہ السلام) بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں ملک سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ انہوں نے باہم مشورہ کرنے کے بعد فرعون سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کو ڈھیل دے کر روک لے اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں اپنے ہرکارے بھیج دیں کہ ہر ماہر جادوگر کو تمہارے پاس لائیں۔ فرعون نے کہا کہ ہر ماہر جادوگر کو میرے پاس لاؤ۔ جگہ اور وقت کا تعین ہوا۔ مقابلے کے لئے جشن کا دن مقرر ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى o“ (طٰہٰ ۶۰) (فرعون پلٹ گیا اور اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کر کے پھر آیا)۔ سورہ الشعراء میں ہے: ”فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ o قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ o“ (الشعراء: ۴۱-۴۲)

(جب جادوگر آئے تو اُنہوں نے فرعون سے کہا اگر ہم غالب رہے تو یقیناً ہمیں تو اجر ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں اور پھر تم مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے۔)

مقابلے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ان سے "کہا وَیۡلَکُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ج وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی o" (طٰہٰ:۶۱) [تمہاری بدبختی اللہ پر جھوٹ مت باندھو۔ پس وہ تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا اور جس نے اللہ پر افترا کیا وہ نامراد ہوا۔] یہ سن کر انکے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو تمہیں اپنے سحر کے ذریعے ملک سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ فرعون نے کہا: "فَاَجۡمِعُوۡا کَیۡدَکُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡیَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰی o قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی o قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ج فَاِذَا حِبَالُہُمۡ وَعِصِیُّہُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی o فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی o قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی o وَاَلۡقِ مَا فِیۡ یَمِیۡنِکَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا o اِنَّمَا صَنَعُوۡا کَیۡدُ سٰحِرٍ ط وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی o فَاُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ ہٰرُوۡنَ وَ مُوۡسٰی o" (طٰہٰ:۶۴۔۷۰) [اپنی تدبیریں (ہتھکنڈے) جمع کر لو اور قطار در قطار آؤ۔ جو آج غالب ہوا وہی جیت گیا۔ جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں بلکہ تم ہی پھینکو۔ یکا یک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے سحر (شعبدہ بازی) سے موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا۔ اور جو چیز (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو۔ جو کچھ

انھوں نے (کاریگری سے) بنایا ہے اس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ یہ بنا کر لائے ہیں یہ تو ساحر کا فریب (ہتھکنڈہ) ہیں۔ اور جادوگر جہاں بھی آ جائے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ علیہم السلام کے رب پر ایمان لے آئے۔]

اور سورہ اعراف میں ہے۔" فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡہَبُوۡہُمۡ وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ o وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ج فَاِذَا ہِیَ تَلۡقَفُ مَا یَاۡفِکُوۡنَ o فَوَقَعَ الۡحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ o" (الاعراف:۱۱۶۔۱۱۸)۔ [جب انہوں نے اپنے انچھر پھینکے تو لوگوں کی آنکھوں کو دھوکہ دیا اور انہیں حیرت زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑے فریب کے ساتھ آئے۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا ڈال دے۔ پس اچانک وہ نگلنے لگا جو جھوٹ انہوں نے بنایا تھا۔ پس حق (معجزہ) ثابت ہو گیا اور جو کچھ انہوں نے جھوٹ بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا۔]

سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰی مَا جِئۡتُمۡ بِہِ ۙ السِّحۡرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبۡطِلُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ o وَیُحِقُّ اللّٰہُ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ o" (یونس:۸۱۔۸۲)۔ [جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو چیز تم (بنا کر) لائے ہو جھوٹ ہے۔ بے شک اللہ اسے ابھی باطل (نابود) کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کے کام نہیں سنوارا کرتا۔ اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق ثابت کر دکھاتا ہے خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو۔]

انجام کار وہ مغلوب ہو گئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم تمام جہانوں کے رب جو موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کا رب ہے پر ایمان لاتے ہیں۔ یہی اصل واقعہ تھا جو بیان کیا گیا۔ اب اس پر آپ غور کریں کہ اس میں ایسی کون سی چیز ہے جس سے جادو برحق اور موثر بلاسبب ثابت ہو جائے بلکہ اس کو قرآن میں افک (جھوٹ)، کید (مکرو فریب)، صنع (بناوٹ)، تخیل (خیال و دھوکہ)، افتراء علی اللہ (اللہ پر جھوٹ باندھنا)، باطل اور عمل المفسدین (شریروں کا کام) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے مگر لوگ خواہ مخواہ قرآنی آیات کو غلط معانی پہنا کر ان سے اپنے باطل عقائد کا استدلال کرتے ہیں جیسے سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۱۶ میں سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جادوگروں نے لوگوں کی نظر بندی کی حالانکہ یہ بات قطعاً غلط اور خلاف قرآن ہے کیونکہ لوگوں کی آنکھوں میں تصرف اللہ کا کام ہے، جادوگر ایسا نہیں کر سکتے، جیسا کہ فرمایا ''اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ '':[(تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا اختیار رکھنے والا کون ہے؟] (یونس:۳۱)۔ تو معلوم ہوا کہ کسی کی بینائی و شنوائی میں تصرف مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں نیز مشرکین مکہ جو جادو کے سبب نظر بندی کے قائل تھے تو ان کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے ''وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۙ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ؀'' (الحجر: ۱۴، ۱۵) [اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے]۔ اس آیت میں سُكِّرَتْ ماضی مجہول کا صیغہ ہے جو تسکیر سے ہے جس کے معنی نظر بندی کے ہیں (لغات القرآن جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۱۷ تالیف عبدالرشید نعمانی) معلوم ہوا کہ جادو سے نظر بندی

کا عقیدہ مشرکین مکہ کا تھا۔ لہٰذا نظر بندی کا عقیدہ غلط اور خلاف قرآن ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں کو دھوکہ دیا۔

ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ جادو کے شعبدوں کی کوئی حقیقت نہیں محض نگاہ کا دھوکا تھا۔ گذشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ سحر کے معنی دھوکہ، تخیلات اور فریب نظر ہے جیسا کہ قاضی زین العابدین نے قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری) میں لکھا ہے: ''دھوکہ اور تخیلات کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہوتی جیسا کہ شعبدہ باز لوگوں کی نگاہوں سے بچا کر ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مقابلے کے واقعہ میں ''سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ '' (جادوگروں نے لوگوں کی نگاہوں کو دھوکہ دیا اور انہیں ہیبت زدہ کر دیا) میں مراد ہے''۔ (قاموس القرآن صفحہ 274 تا 275 تالیف قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی) آگے آیا ہے: ''وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ؀'' [اور ان (جادوگروں) نے ان (تماش بینوں) کو ڈرایا اور بہت بڑا جادو لائے]۔ (الاعراف آیت:116) یہاں دیکھئے کہ لوگوں کو ڈرانے والے جادوگر تھے نہ کہ جادو، تو جادوگر لوگوں کو دھوکا دے کر ڈراتے ہیں کہ تمہیں تہس نہس کر دیں گے۔ یعنی اپنے فن کا مظاہرہ کر کے اپنے شعبدوں سے آنکھوں کو دھوکا دیتے ہیں، بینائی میں تصرف نہیں کر سکتے۔ ''آنکھوں کا اختیار اللہ ہی کو ہے'' (یونس:۳۱)

اسی طرح لوگ سورہ طٰہٰ کی آیات ''فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ؀ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ؀'' سے غلط مطلب نکال کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جادو کا اثر نہ صرف عام لوگوں پر ہوا بلکہ موسیٰ علیہ السلام بھی سحر کے اثر سے متاثر ہوئے تھے اور جادو سے ڈر گئے تھے، حالانکہ اس کا صحیح مفہوم

یہ ہے، ملاحظہ فرمائیں: ''فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ٥''[پس موسیٰ کو خیال آیا کہ (جادوگروں کے سحر سے) ان کی لاٹھیاں اور رسیاں دوڑ رہی ہیں]۔(طہ۔٦٦۔٦٧)

آیت کریمہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ ساحروں کی لاٹھیاں اور رسیاں (موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں آیا) چل رہی ہیں۔ حالانکہ یہ فریب تھا، دھوکہ تھا، ان میں چلنے کی کوئی صلاحیت نہ تھی اگر رسیوں کا چلنا فی الواقع حقیقت ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کے خیال کا ذکر کیوں کیا جاتا؟ یوں کہا ہوتا کہ ساحروں نے رسیاں ڈالیں اور وہ چلنے لگیں۔ یہ جان لیجئے قرآن میں کوئی لفظ ایسا نہیں استعمال ہوا کہ جس کو حذف کر کے معنی کو برقرار رکھا جا سکے اور یہی قرآن کا اعجاز ہے اور اسی کمال کی بنا پر یہ تصدیق ہوتی ہے کہ یہ کلام بندے کی تخلیق نہیں ہو سکتا۔ یہاں لفظ خیال نے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ شعبدہ کرتب یا فن کا کمال ہوتا ہے جس سے مدد لی جاتی ہے۔ مثلاً ساحروں نے یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کی کہ رسیاں جنتر منتر کے عمل سے چل رہی ہیں حالانکہ رسیوں اور لاٹھیوں کو جوڑ کر کئی طریقوں سے ایک صاحب فن بھی حرکت دے سکتا ہے اور وہ لوگ جو پشت در پشت اس فن کے ماہر ہوتے ہیں رسیوں اور لاٹھیوں کو جوڑ کر متحرک کر دیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ساحروں کا یہ عمل مافوق الاسباب علم نہ تھا بلکہ تحت الاسباب تکنیک تھی جس کے لئے سحر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ایک مخفی الاسباب قوت تھی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے نشانی کے طور پر عطا کیا تھا۔ لاٹھی سے اژدھا بن گیا اور وہ تمام رسیوں کو ہڑپ کر گیا'' (مجھے ہے حکم اذاں (لا الہ الا اللہ) جادو اور تسخیر جنات کی حقیقت صفحہ۔(34-35))

VII۔ کیا موسیٰ علیہ السلام جادو سے ڈرے تھے؟

قرآن مجید میں آیا ہے ''فَاَوْجَسَ فِىْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ٥'': (اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا) (طٰہٰ: ٦٧) اس آیت سے یہ مطلب لینا غلط ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جادو یا جادوگروں سے ڈرے تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام تو ان کو اللہ سے ڈرا رہے تھے۔ ''وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ج وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ٥'': [موسیٰ علیہ السلام نے ان (جادگروں) سے کہا ہائے تمہاری کم بختی اللہ پر جھوٹ نہ باندھو پس وہ (اللہ) تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا اور جس نے افتراء کیا وہ نامراد ہوا]۔(طٰہٰ: ٦١)

دیکھئے موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کو یہ بھی کہتے ہیں۔ ''فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ٥ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ٥'' (یونس: ٨١۔٨٢) [جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو چیز تم (بنا کر) لائے ہو جادو (جھوٹ) ہے۔ بے شک اللہ اسے ابھی باطل (نابود) کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کے کام نہیں سنوار کرتا۔ اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق ثابت کر دکھاتا ہے خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو]۔ غور کیجئے کہ جب اللہ ایک رسول کے ہاتھوں بھی لکڑی سے سانپ بنائے اور جادوگر بھی اپنے کرتب سے لاٹھیوں اور رسیوں سے سانپ بنائے تو بتلایئے نعوذ باللہ اللہ اور جادوگر میں کیا فرق رہا؟ معجزہ حق ہے اور جادو باطل ہے جو کام معجزہ سے ہوا اور وہی کام جادو سے بھی ہو جائے تو بتلایئے کہ حق اور باطل میں کیا فرق

رہا؟ اگر حق (معجزہ) میں اثر مانا جائے اور باطل (جادو) میں بھی اثر مانا جائے تو سچ اور جھوٹ میں کیا فرق رہا؟ تو اب آپ سوچیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے کرتب سے دل میں کس بات کا اندیشہ محسوس کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ " قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى "(ہم نے کہا کہ خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہو)۔(طٰہٰ:۶۸)۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ دھوکہ میں آ کر حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکیں!

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ ''معلوم ہوتا ہے کہ جوں ہی حضرت موسیٰؑ کی زبان سے پھینکو کا لفظ نکلا جادوگروں نے یکبارگی اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ان کی طرف پھینک دیں اور اچانک ان کو یہ نظر آیا کہ سینکڑوں سانپ دوڑتے ہوئے ان کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس منظر سے فوری طور پر اگر حضرت موسیٰؑ نے ایک دہشت اپنے اندر محسوس کی ہو تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ انسان بہرحال انسان ہی ہوتا ہے، خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ انسانیت کے تقاضے اس سے منفک نہیں ہو سکتے۔ علاوہ بریں یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت حضرت موسیٰؑ کو یہ خوف لاحق ہوا ہو کہ معجزے سے اس قدر مشابہ منظر دیکھ عوام ضرور فتنے میں پڑ جائیں گے''۔ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۱۰۴ حاشیہ ۴۱)

سورۃ الشعراء میں ہے: ''وَقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝''(الشعراء:۳۹،۴۰)۔ (اور لوگوں سے کہا گیا کہ تم سب کو اکٹھا ہو جانا چاہیے تاکہ جادوگر غالب رہیں تو ہم ان کے پیرو ہو جائیں)۔ تو اللہ نے آپ کا یہ اندیشہ دور کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ ''اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى''(بلاشبہ تم ہی غالب ہو)۔ اور حکم دیا'' وَاَلْقِ مَا فِىْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۝ اِنَّمَا

صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ؕ "[اور جو چیز (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے (کاریگری سے) بنایا ہے اس کو نگل جائیگی۔ (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں بھی آ جائے کامیاب نہیں ہو سکتا]۔ (طٰہٰ:۶۹) درج بالا آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جادو ایک صنعت (کاریگری) ہے نیز اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ نہیں بنے تھے بلکہ مصنوعی چیزیں تھیں۔ دیکھیئے جادوگر بھی سمجھ گئے کہ ہمارا کام تو ہے ہی مصنوعی چیزوں سے لوگوں کو دھوکا دینا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہے يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ان کے سحر (شعبدوں) کی وجہ سے اس (موسیٰ علیہ السلام) کے خیال میں آتا تھا کہ وہ دوڑ رہی ہیں (طٰہٰ:۶۶) دیکھئے لغت میں خیال کا معنٰی ہے گمان، وہم خواب میں دکھائی دینے والی صورت شکل، انسانی خیال، دھوکہ یعنی کھیتوں میں نصب کی ہوئی وہ بناوٹی انسانی شکل جس کو دیکھ کر جانور اور پرندے ڈریں اور اس کو انسان سمجھیں۔ (المنجد مترجم ۳۰۷)۔ تو یہ بات واضح ہوئی کہ ان کی مصنوعی و بناوٹی شکلوں سے موسیٰ علیہ السلام کی نظر کو دھوکا لگا۔ تو معلوم ہوا کہ جادو فریب نظر، جھوٹ اور دھوکہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ جادوگروں کا لاٹھیوں اور رسیوں سے حقیقی سانپ بنانا تو دور کی بات ہے وہ تو مکھی جیسی حقیر چیز بھی نہیں بنا سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ ''(جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے) مخلوق ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتی اور نہ ہی جادوگر آنکھوں میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔ واضح ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے اللہ نے سانپ بنایا تھا نہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اور جادوگروں نے اپنے کرتب و ہتھکنڈوں سے

مصنوعی چیزیں بنائی تھیں جن سے لوگ دھوکا کھا گئے اور موسیٰ علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ لوگ حق و باطل میں تمیز نہ کر سکیں گے تو آپ کو اللہ نے تسلی دی اور اللہ کے بنائے ہوئے حقیقی سانپ نے جادوگروں کی مصنوعی چیزیں نگل لیں تو جادوگر فوراً اللہ کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور اعلان کر دیا کہ ہم موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ جادوگر سمجھ گئے کہ انسان مصنوعی چیز تو بنا سکتا ہے لیکن حقیقی جاندار چیز پیدا کرنے والا فقط ایک ہی اللہ ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہی غلبہ تھا جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں پر دیا۔ اب انصاف پسند انسان خود سوچیں کہ کیا جادو برحق ہے؟ کیا جادو سے نظر بندی کی جا سکتی ہے؟ کیا جادو سے کسی چیز کی ماہیت واصلیت تبدیل ہو سکتی ہے؟ کیا جادو سے کسی کو بیمار کیا جا سکتا ہے؟ کیا جادوگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیا جادوگر جادو کے زور سے کسی کو مغلوب کر سکتا ہے؟ ان ساری باتوں کا جواب انصاف پسند شخص نفی میں دے گا بشرطیکہ قرآن مجید کو غور و فکر اور سوچ و بچار سے پڑھنے والا ہو۔

VIII۔ کیا نبی ﷺ پر سحر اثر ہوا تھا؟

جادو، کفر، اور شرک حرام اور شیطانی فعل ہے۔ یہ دھوکہ، فریب، بناوٹ اور ہاتھ کی صفائی ہے جو ایک جادوگر اپنی چالاکی اور عیاری کے ساتھ اسباب کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کی آنکھوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر اس کے ذریعے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ پر اس کے اثر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مگر اس کے باوجود لوگ سحر کا اثر ثابت کرنے کے لئے دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ روایتوں میں آیا ہے کہ نبیؐ پر جادو کیا گیا تھا۔ وہ کام جو آپؐ نے نہیں کیئے ہوتے تھے سمجھتے تھے کہ میں نے کر لئے ہیں۔ آپ ﷺ ازواج

مطہراتؓ سے نہیں ملے ہوتے تھے مگر سمجھتے تھے کہ مل چکا ہوں۔ یوں روایات کی رو سے آپ ﷺ پر اتنا سخت اثر ہوا کہ آپ ﷺ کو بیویوں کے پاس جانے سے روک دیا گیا۔ مختلف روایات کے مطابق آپ ﷺ کچھ دن یا کچھ مہینے جادو کے زیر اثر رہے۔ (جادو چاہے جتنا عرصہ بھی تھا اس میں کوئی وقفہ نہ تھا اور اس کا اثر مسلسل تھا۔ جیسا کہ سنن نسائی کتاب المحاربہ میں ہے۔ کئی دن اس جادو کی وجہ سے آپ ﷺ تکلیف میں رہے اور بخاری کتاب بدالخلق میں ہے: حتیٰ کانَ ذات یَوْم دعا و دعا۔ یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے اللہ سے اپنی صحت یابی کے لئے دعا کی۔ نسائی کی روایت میں ایاماً اور بخاری کی روایت میں حتیٰ کان ذات یوم۔ یہاں تک کہ ایک دن نبی ﷺ نے دعا کی، سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اثر نبی ﷺ پر کئی دن رہا اور اس میں وقفہ نہیں تھا بلکہ یہ اثر آپ ﷺ پر مسلسل تھا جیسا کہ روایات سے ثابت ہے: قالت سحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ کان یخیل الیہ انہ یفعل الشئیی وما یفعلہ حتیٰ کان ذات یوم دعا و دعا ۔۔۔۔ (بخاری جلد۲ کتاب بدالخلق) ترجمہ: عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ پر جادو کیا گیا آپ ﷺ کو معلوم ہوتا تھا کہ ایک کام آپ ﷺ کر رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ اس کو نہ کرتے ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی (بخاری جلد۳ کتاب بدالخلق حدیث نمبر ۵۰۰) سحر النبی حتی کان یر ای انہ یاتی النساء ولا یاتیھن: آپ ﷺ پر کسی نے جادو کیا تھا آپ ﷺ دیکھتے تھے کہ بیویوں کے پاس گئے ہیں حالانکہ نہ گئے ہوتے (بخاری جلد۳ کتاب الطب حدیث نمبر ۷۱۵) بخاری کی ان روایات میں کان کو مضارع پر داخل کیا گیا ہے اور جب کان مضارع پر داخل ہوتا ہے تو ماضی استمراری کے معنے دیتا ہے، مطلب یہ ہوا کہ جادو چاہے

جتنے دن بھی تھا بہر حال مسلسل تھا اس میں کوئی وقفہ نہ تھا۔ پھر کچھ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ جادو ذات محمد ﷺ پر ہوا تھا رسالت محمد ﷺ پر نہیں، بلکہ روایت کے الفاظ ہیں سحر النبی صلی الہہ علیہ وسلم، سحر رسول الله صلى الله عليه وسلم :یعنی جادو رسول اللہ ﷺ پر ہوا تھا کسی روایت میں نہیں کہ سحر محمد، یعنی جادو ذات محمد ﷺ پر کیا گیا تھا اور بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں۔:وَهٰذَا اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا كَانَ كَذَا اور نبی ﷺ پر جو جادو کیا گیا تھا یہ جادو کی سخت ترین قسم تھی۔ (بخاری کتاب الطب حدیث نمبر ۵۷۱۵)

ان روایات سے ان لوگوں کی وہ تین باتیں جھوٹی ثابت ہوئیں جو کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ پر جادو تھوڑی دیر کے لئے مانتے ہیں اور اس کا اثر ذات محمد ﷺ پر ہوا تھا رسالت کے کام اس سے متاثر نہیں ہوئے تھے، اور آپ ﷺ سے دنیاوی امور میں بھول ہوتی تھی دینی امور میں نہیں بلکہ ان روایات سے ثابت ہوا کہ اس جادو کا اثر آپ ﷺ پر کئی دن تک مسلسل تھا اور یہ اثر ذات محمد ﷺ پر نہیں بلکہ رسول ﷺ اور نبی ﷺ پر ہوا تھا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایسا جادو ہو جائے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو کئی دن ایسا محسوس ہوتا رہا کہ میں فلاں کام کر رہا ہوں حالانکہ آپ ﷺ نے نہ کیا ہوتا تو پھر اس وحی کا کیا بنے گا جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی، ان نمازوں کا کیا بنے گا جو محمد ﷺ نے پڑھیں، اس دین کا کیا بنے گا جو محمد ﷺ نے ہم تک پہنچایا۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کا تمام دین مشکوک ہو کر رہ گیا۔ حقیقت میں یہ یہودیوں کی ایک سازش ہے جس سے محمد ﷺ کے دین کو مشکوک کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا کب ہو سکتا ہے کہ ایسے نبی ﷺ پر جادو کا وار چل جائے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''فَاِنَّهٗ

يَسْلُكُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝'' [اس (رسول ﷺ) کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے]۔ (الجن:۲۷)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبوت جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتی ہے، وہ حفاظت کہاں چلی گئی؟ نبی ﷺ پر اگر جادو ہو گیا تو پھر رہ کیا گیا؟ جادو متفق علیہ شیطانی فعل ہے، اگر نبی ﷺ معاذ اللہ اس کے زیر اثر رہے تو اس دور کا اتباع تو سحر کے اثر کے قائلین پر لازم نہیں رہا۔ سیدھی سی بات ہے کہ آپ ﷺ پر شیطانی فعل (جادو) کا اثر نہیں ہوا تھا۔ قابل غور بات تو یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں تو ساحر کامیاب نہ ہو سکے جو بالکل آمنے سامنے مقابلہ کے لئے آئے، اور محمد ﷺ کے اثر کا معاملہ جو صریحاً غائبانہ اور مافوق الاسباب ہے۔ آپ ﷺ مدینے میں ہیں، کنواں تین میل دور بنی ذریق میں ہے اور وہاں سے لبید بن اعصم آپ ﷺ پر غائبانہ اور مافوق الاسباب جادو کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا؟ (العیاذ باللہ)۔ یہ خالص جھوٹی اور مشرکانہ بات ہے۔ اور مزید یہ کہ جادو کا اثر ختم کرنے کے لئے اللہ نے معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل کیں حالانکہ یہ دونوں سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھیں جبکہ جادو کا واقعہ مدنی دور کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات غلط ہے کہ یہ دونوں سورتیں جادو کا اثر زائل کرنے کے لئے نازل ہوئیں، بلکہ یہ دونوں سورتوں میں ساری مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ رہا نبی ﷺ کو سحر زدہ ماننا تو جو شخص بھی نبی علیہ السلام پر جادو کا اثر مانتا ہے اللہ نے اس شخص کو ظالم، گمراہ اور ہدایت سے محروم قرار دیا ہے۔ ایک بار نہیں دو دفعہ:''وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝''[اور ظالموں نے کہا کہ تم ایک

جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (اے رسول ﷺ)، دیکھو یہ تمہارے بارے میں کیسی باتیں گڑھتے ہیں۔ سو گمراہ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں پا سکتے]۔ (الفرقان: ۸۔۹)۔ یہ بات سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۴۷۔۴۸ میں بھی ہے اس لئے کئی مفسرین نے ان روایات کا رد کیا ہے جن میں نبی ﷺ پر جادو کے واقعہ کا ذکر ہے اور ان روایات کو درج بالا آیت کے خلاف قرار دیا ہے۔ ابوبکر حصاص تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ ومثل هذه الاخبار من وضع الملحدين اس قسم کی روایات ملحدین کی گڑھی ہوئی ہیں۔ (احکام القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۹) اسی طرح تفسیر المنار، تفسیر المراغی، تفسیر فی ظلال القرآن اور تفسیر تدبر قرآن میں ان روایات کی تردید کی گئی ہے۔ بخاری میں نبی ﷺ پر جادو والی روایات کا مرکزی راوی ہشام بن عروہ ہے وہ اگر چہ دیگر روایات میں ثقہ راوی ہے لیکن عراقی روایات میں محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔ وقال يعقوب بن شيبه ثقه ثبت لم ينكر عليه شئى الابعد ما صار الى العراق فانه انبسط فى الروايه عن ابيه فانكر ذالك عليه اهل بلده یعقوب بن ابی شیبہ نے کہا ثقہ راوی ہے اس پر کسی چیز میں نکیر نہیں کی گئی مگر جب عراق چلا گیا تو اپنے والد سے روایت لینے میں بے باک اور بے تکلف ہو گیا تھا تو اس وجہ سے اس کے شہر والوں نے اس پر نکیر کی (یعنی اس کی روایت کو منکر قرار دیا)۔ ہشام بن عروہ کے متعلق ابن الخراش نے کہا وقال ابن خراش كان مالك لا يرضاه وكان هشام صدوق تدخل اخباره فى الصحيح بلغنى ان مالك نقم عليه حديثه لاهل العراق قدم الكوفه ثلاث مرات قدمه كان يقول حد ثنى ابى قال سمعت عائشه و قدم الثانيه فكان يقول اخبر نى ابى عن عائشه و قدم ثالثه فكان يوقل

ابی عن عائشه۔ اور ابن خراش نے کہا کہ (امام) مالک اس کو پسند نہیں کرتا تھا اور ہشام سچا تھا اس کی روایت صحیح میں داخل ہوتی ہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام مالک نے اس کی عراق والی روایات پر عیب لگایا ہے۔ (کہ وہ صحیح نہیں) ہشام تین دفعہ کوفہ (عراق) گیا۔ جب پہلی بار گیا تو کہتا تھا حدثنی ابی عن عائشه جب دوسری بار گیا تو کہتا اخبر نی ابی عائشه اور تیسری بار گیا تو کہتا ابی عن عائشه (تہذیب) دیکھئے سحر والی روایت میں یہی ہے۔ قال ابن الحسن بن .... قبل موته (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۵۔۴۶) ہشام بن عروہ۔۔۔۔۔ ثقه فقيه ربما دلس (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۷) ابوالحسن بن قطان نے کہا کہ موت سے پہلے (آخری عمر میں) سٹھیا گیا، یعنی دماغ میں خلل پڑ گیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۵، ۴۶) ہشام بن عروہ ثقہ فقیہ ہے بارہا تدلیس کی ہے (تقریب ج ۲ ص ۲۶۸)۔ چونکہ سحر والی روایت عن سے ہے اور اصول حدیث میں مدلس کی عنعنہ نا قابل قبول ہے لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔ اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا کہ اصول حدیث کی روشنی میں نبی علیہ السلام پر جادو والی روایات سنداً و متناً بھی غلط ہیں۔ امین احسن اصلاحی تدبر قرآن میں لکھتے ہیں ''شان نزول کے اس واقعے کو اگر روایت کے اصولوں پر جانچا جائے تو اس میں نمایاں ضعف موجود ہے'' (تدبر القرآن جلد ۹ صفحہ ۶۶۶)

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تمام روایات اخبار احاد میں سے ہیں اور تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ خبر واحد اگر چہ صحیح کیوں نہ ہو، لیکن اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا جبکہ جادو کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ عقیدے سے ہے۔ اگر یہ روایتیں بالفرض محال صحیح بھی ہوں' تب بھی اسی قابل نہیں کہ ان پر عقیدہ بنایا جائے اور یہی اصول احناف کے ہاں مشہور ہے کہ خبر واحد

یقین میں فائدہ نہیں دیتی کیونکہ متواتر کے مقابلے میں اس میں ظن زیادہ ہوتا ہے، اس لئے خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ (دیکھئے کتاب التوحید فی التصرف تصنیف ابو محمد عبدالغنی الجاجروی)۔ اخبار احاد پر اعتراضات عہد صحابہ سے معروف ہیں۔ یہی اصول تفسیر قاسمی کے مفسر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ مامن احد من الصحابة الا وقد رد خبر الواحد، كرد على رضى الله عنه خبر ابى سنان الاشجعى فى قصة (بروع بن واثق) وقد ظهر منه انه كان يخلفه الحديث، وكرد عائشه خبر ابن عمر فى تعذيب الميت ببكاء اهله عليه وَظهر من عمر نهية لا بى موسىٰ وابى هريره عن الحديث من الرسول ﷺ وامثال ذالك مما ذكر.

ترجمہ: کوئی صحابیؓ ایسا نہیں ہے جس نے خبر واحد کو رد نہ کیا ہو۔ مثلاً علیؓ نے ابو سنان الا شجعی کی روایت کو بروع بن واثق کے قصے میں رد کر دیا ہے اور عائشہؓ نے ابن عمرؓ کے مردے کے اوپر رونے سے عذاب کی روایت کو رد کر دیا تھا اور عمرؓ نے ابو موسیٰؓ اور ابو ہریرہؓ کو حدیث رسول ﷺ بیان کرنے کے سلسلے میں جو تنبیہ کی تھی یہ اور اس جیسی بہت ساری چیزیں موجود ہیں (تفسیر القاسمی ۷۱۷ص ۶۳۰۹)

اس طرح رسول اللہ ﷺ پر سحر ہونے کا واقعہ بھی خبر واحد ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنا بڑا واقعہ پیش آئے اور اس کو عائشہؓ کے علاوہ کوئی بھی روایت نہ کرے، ان سے عروہؓ اور عروہؓ سے ہشام کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ روایتیں اس قابل نہیں کہ ان پر عقیدہ کی عمارت استوار کی جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ روایتیں مضطرب ہیں۔ ایک روایت دوسری روایت کے خلاف

ہے۔ لہٰذا دیکھئے بخاری کتاب الطب حدیث نمبر ۷۱۶ میں ہے: فاتى النبى البر حتى استخرجه ۔ ترجمہ: نبی ﷺ اس کنویں پر آئے جس میں جادو کا سامان تھا یہاں تک کہ جادو کے سامان کو نکلوایا۔ صحیح بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۱۰۰۰ میں ہے۔ فامر النبى فاخرج ۔ ترجمہ: نبی ﷺ نے حکم دیا پس جادو کا سامان نکالا گیا۔ لیکن صحیح بخاری کتاب الطب حدیث نمبر ۷۱۷ میں ہے: قلت يارسول الله ﷺ افا خرجته قالا لا ترجمہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ سے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے جادو کا سامان نکلوایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اب اگر بخاری کی ان روایتوں کو صحیح مانا جائے تو نبی ﷺ پر الزام لگتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ نے عائشہؓ سے جھوٹ کہا۔ جادو کا سامان کنویں سے نکلوایا اور جب عائشہؓ نے پوچھا تو آپ ﷺ نے انکار کیا۔ اس طرح سے کئی جگہ ان روایتوں میں اضطرب ہے۔ لہٰذا مضطرب ہونے کی وجہ سے یہ روایات اس قابل نہیں کہ ان پر عقیدہ بنایا جائے۔

چوتھی اور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ روایات نص قرآن کے خلاف ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات غور سے پڑھیں: ''وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝'' [اور ظالموں نے کہا کہ تم ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (اے رسول) دیکھو یہ تمہارے بارے میں کیسی باتیں گڑھتے ہیں۔ سو گمراہ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں پا سکتے]۔ (الفرقان: ۸۔۹)

''اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا'' (بنی اسرائیل: ۴۷، ۴۸)۔ (جب ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔

دیکھو یہ تمہارے بارے میں کیسی باتیں بناتے ہیں پس یہ گمراہ ہو گئے اور سیدھی راہ کی استطاعت نہیں رکھتے)۔

اب قارئین مندرجہ بالا آیات پر غور فرمائیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ پر جادو کا گیا تھا وہ قرآن کی نظر میں ظالم اور گمراہ ہیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی مسحور یعنی جادو زدہ کہا گیا تھا۔ مثلاً صالح علیہ السلام کو ان کی قوم نے جادو زدہ کہا جیسے قرآن میں آیا ہے۔

(۱)''اَلَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ٥قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ٥''(الشعراء:۱۵۲،۱۵۳)

وہ لوگ جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے، کہنے لگے کہ یقیناً تم پر کسی نے جادو کیا ہے۔

(۲)''قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ''٥ (الشعراء۱۸۵)

(شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے) کہا کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔

(۳)''فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ٥''(بنی اسرائیل:۱۰۱)[فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے]۔ قرآن کی مندرجہ بالا آیات بتلاتی ہیں کہ ظالموں، کافروں، مشرکوں، گمراہوں، مفسدوں اور فرعون کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے انبیاء علیہم السلام پر جادو ہو سکتا ہے اور قرآن کی رو سے نبی ﷺ پر جادو کا اثر ماننے والے ظالم، گمراہ اور ہدایت سے محروم ٹھہرے۔ اب جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اور آپ ﷺ کچھ عرصہ (معاذ اللہ) جادو، یعنی شیطانی فعل کے زیر اثر رہے'' قرآن کی مندرجہ بالا آیات پر غور فرمائیں اور اپنی

حیثیت و انجام کا تعین کر لیں۔ شان اور عصمت انبیاء میں گستاخی اور بے ادبی کی روش اختیار کرنے کا وہی انجام ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ظالموں، کافروں، مشرکوں، مفسدوں اور گمراہ باغی قوموں کے لئے مقرر فرما دیا ہے۔

قرآن کے اتنے واضح بیان کے بعد کم از کم ہماری ہمت نہیں بنتی کہ مجہول، مضطرب، مردود اور خلاف قرآن روایات (جو خبر واحد بھی ہو) کی وجہ سے نبی ﷺ پر جادو کا اثر مانیں۔ روایات میں جھوٹ اور ملاوٹ ہو سکتی ہیں، ان میں کمزوری اور سقم پایا جا سکتا ہے لیکن اللہ کے نبی ﷺ کی نبوت پر، عظمت پر، عصمت پر، شرافت پر اور صداقت پر کبھی بھی جھوٹ کا دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔

کوئی روایت خواہ اس کی سند آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو، ایسی صورت میں قبول نہیں ہو سکتی جبکہ اس کا متن اس کے غلط ہونے کی کھلی کھلی شہادت دے رہا ہو اور قرآن کے الفاظ، سیاق و سباق ترتیب ہر چیز اسے قبول کرنے سے انکار کر رہی ہو۔ (سیرت عالم جلد دوم ص ۵۷۶)

اب جو لوگ قرآن کی مندرجہ بالا آیات میں تحریف کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ والے ہیں جو دعوت کی وجہ سے محمد ﷺ کو مسحور کہتے تھے اور ہم آپ ﷺ کو مسحور اس لئے سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ پر سحر کا واقعہ روایات میں بیان ہوا ہے، حالانکہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ''العبرة لعموم الفظ لا لخصوص السبب'':[اعتبار عام الفاظ کو ہوتا ہے نہ کہ سبب خاص کو]۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسحور اس معنیٰ میں نہیں فلاں معنیٰ میں ہے تو وہ قرآن کی عمومیت پر دھبہ لگاتے ہیں۔ یہ لوگ مسحور کو عام نہیں بلکہ خاص، مطلق اور مقید سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں وہ مکہ میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مدینہ کے

معاملات پر نہیں ہوگا۔ کیا یہ قرآن پر ایمان ہے؟ حالانکہ قرآن قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے ہے۔ اس کا حکم مکہ والوں کے لئے بھی تھا، مدینہ والوں کے لئے بھی تھا اور آج ہمارے لئے بھی ہے۔ پھر آپ ان آیات پر غور فرمائیں تو ان کا مطلب بالکل واضح ہے کہ جس نے (قال) ماضی میں کہا، (یقول) حال میں کہتا ہے یا جو مستقبل میں کہے گا کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہوا ہے تو اللہ نے اس شخص کا ظالم، گمراہ اور ہدایت سے محروم قرار دیا ہے۔

IX۔ معوذتین کا نزول

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ پر ایک یہودی لبید بن الاعصم نے جو جادو کیا تھا تو اس کا اثر ختم کرنے کے لئے اللہ تعالی نے معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل فرمائیں، حالانکہ کسی ایک صحیح حدیث سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اس لئے نازل ہوئیں کہ محمد ﷺ پر جادو ہوا تھا اور ان کے ذریعے جادو کا اثر ختم ہوا، سوائے طبقات الکبری جیسی کتاب کے۔ بلکہ یہ ایک جھوٹ بات ہے جس کی حیثیت افسانے سے زیادہ کچھ نہیں بغیر کسی دلیل کے عوام الناس میں یہ بات مشہور کردی گئی ہے۔ یہ مکہ کے ابتدائی دور کی سورتیں ہیں جبکہ روایات کے مطابق جادو کا واقعہ مدینہ میں ۷ھ میں پیش آیا یعنی جادو کا واقعہ ہجرت کے سات سال کے بعد کا واقعہ ہے اور معوذتین مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئیں اس طرح معوذتین کے نزول اور جادو کے واقعے میں کئی سال کا وقفہ ہے۔ اگر جادو کا اثر ان دو سورتوں کے ذریعے ختم ہوا تو پھر تو جادو کا اثر ہونا ہی نہیں چاہیے تھا کیونکہ یہ سورتیں تو کئی سال پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ نسائی، ابن ماجہ، اور ترمذی کی روایت کے مطابق جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو اللہ کے نبی ﷺ ان دونوں

سورتوں کے ذریعے اللہ تعالی کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، تو پھر آپ ﷺ پر جادو کا اثر کیسے ہوا جبکہ پہلے سے آپ ﷺ ان دونوں سورتوں کے ذریعے اللہ تعالی کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ بعض لوگ اپنے باطل قیاس سے کام لے کر کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ سحر کے واقعہ کے بعد ہی یہ معمول بنایا ہو۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی ﷺ نے کئی سال ان سورتوں پر عمل نہیں کیا؟ (نعوذ باللہ)۔ اس لئے یہ بات غلط ہے کہ یہ دونوں سورتیں آپ ﷺ سے جادو کا اثر زائل کرنے کے لئے نازل ہوئیں حالانکہ ان دونوں سورتوں میں ساری مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر شر اور برائی سے پناہ دینے والا اللہ تعالی ہے اس لئے صرف اسی کی پناہ حاصل کرو۔ اور جن چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ایک ان لوگوں کا شر ہے جو گرہوں میں پھونک مارتے ہیں جیسا کہ سورۃ الفلق کی آیت نمبر ۴ میں آیا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِیْ الْعُقَدِ o سورۃ فلق کی اس آیت سے بھی لوگ جادو میں اثر ثابت کرتے ہیں، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہاں ان لوگوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے جو گرہوں میں پھونک مارتے ہیں۔ دیکھئے کسی گرہ میں شر ہے اور نہ ہی کسی پھونک میں شر ہے بلکہ شر ان کام کرنے والوں میں ہے جو لوگوں کے عقیدے خراب کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے کی آیت میں ہے۔ "وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o" اور رات کی تاریکی میں شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔ (الفلق: ۳) دیکھئے نہ رات کسی کو نقصان دے سکتی ہے اور نہ اندھیرا بلکہ رات کی تاریکی میں حشرات الارض نکل آتے ہیں دشمن وغیرہ اس تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِیْ الْعُقَدِ o کا ایک مطلب تفسیر بیضاوی میں یہ بھی ہے۔ وقیل المراد بلا نفث فی العقد البطال عزائم

الرجال با الجبیل کہا گیا ہے کہ گرہوں میں پھونک مارنے سے مراد مردوں کے مستحکم ارادوں کو پاش پاش کرنے والیاں ہیں۔(ص ۸۱۶) عبدالحق حقانی لکھتے ہیں: پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ عورتوں کے شر سے پناہ مانگنی چاہیئے جو مردوں کی ہمتوں اور مستحکم ارادوں کو مکر کی پھونک مار کر کمزور کر دیتی ہیں۔(تفسیر حقانی ج ۸ ص ۲۹۲) عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں: ''اور ہمیں ان جماعتوں کے شر سے بچا جو زہریلی پھونک مار مار کر عقیدے کو کمزور کر دیتی ہیں''۔ ہمارے مفسرین اس ضمن میں کئی روایتیں لکھ دیتے ہیں جو قرآن مجید سے ربط نہیں رکھتیں۔ جیسے ایک عورت جادوگرنی فرض کر لی جاتی ہے (بقول ان روایات کے)، وہ اپنے ساحروں سے جادو کراتی ہے اور قرآن میں ان کے شر سے پناہ مانگی جارہی ہے وغیرہ۔ ان کے نزدیک اس قسم کی تاویل اگرچہ ہوسکتی ہے تاکہ اس کا آیت سے تعلق پیدا کر دیا جائے مگر ہمارا ترجمہ بہت واضح ہے۔ اس آیت سے جادوگرنیاں مراد لینا قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا اور یہ بات قرآن اور نبوت کی شان کے خلاف بھی ہے۔ اس لئے ہم عورتوں کی جگہ جماعتوں کو لیتے ہیں اور جماعت کو عربی میں مؤنث کے صیغے میں لیا جاتا ہے۔ یعنی ان جماعتوں کے شر سے پناہ مانگی جاتی ہے جو اپنے غلط پروپیگنڈے سے انسان کی فطرتی ترقی کو روکتی ہے۔ (الہام الرحمٰن ج ۲ ص ۲۱۷) صوبہ سرحد کے مشہور عالم دین شیخ القرآن محمد طاہر صاحب پنج پیری کہتے ہیں: النّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَد کی زیادہ درست اور صحیح تفسیر وہی ہے جو خود قرآن نے کی ہے۔

سورۃ الصف اور سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ (الصف ۸)'' تاکہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ (الصف ۸، التوبہ ۳۲) تو سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دعا سکھائی کہ جو لوگ اسلام کے نور

کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں آپ ان کے مفسد عزائم سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ اب مَا تَتْلُو الشَّيٰطِيْنَ اور النّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○ سے یہ استدلال کرنا کہ جادو شیطانی کلمات خبیثہ اور الفاظ ہوتے ہیں اور محض ان چند شیطانی کلمات خبیثہ یا دم کے الفاظ پڑھ کر پھونکنے سے جادوگر کوئی مافوق الاسباب یا خرق عادت کرشمہ ظاہر کر سکتا ہے یا کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تو یہ ایک باطل مشرکانہ عقیدہ ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی علم نہیں جس کو پڑھ کر دم کرنے سے انسان کوئی کام بغیر سبب کے کر سکے اور نہ ایسا کوئی کلام موجود ہے جس سے خلاف فطرت کرشمے دکھائے جاسکیں۔ قرآن کی تعلیم تو یہ ہے مافوق الاسباب کوئی کام کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی مافوق الاسباب کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ سورۃ رعد کی اس آیت پر غور کریں۔ ''وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ○'' (رعد:۳۱)۔ [اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس (کی تاثیر سے) پہاڑ چلائے جاسکتے یا زمین پھٹ جاتی یا جس سے مردوں سے کلام کیا جاسکتا (تو وہ یہی قرآن ہوتا) بلکہ سارے کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں]۔

کیا قرآن کی یہ آیت بیان نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں بھی یہ اثر نہیں رکھا کہ اسے پڑھ کر یا لکھ کی کوئی خرق عادت واقعہ ظہور میں لایا جاسکے بلکہ ایسے واقعات کو ظہور میں لانے کے تمام اختیارات کو اپنے ہی قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ اب اگر اللہ نے اپنے کلام قرآن میں خرق عادت واقعات ظہور میں لانے کی طاقت نہیں رکھی تو دنیا کا اور کونسا کلام ایسا ہوسکتا ہے جس میں یہ تاثیر موجود ہو؟ لہٰذا سحر میں مافوق الاسباب نفع و نقصان دینے کا اثر ماننا کفر و شرک ہے۔ سحر کے اسباب باریک اور مخفی ہوتے ہیں۔ ان ہی

اسباب کو استعمال کرتے ہوئے ساحر یا شعبدہ باز ہاتھ کی صفائی سے کام لے کر بڑی فنکاری سے لوگوں کی نظروں کو دھوکہ دیتا ہے۔ کمال چالاکی سے اسباب کو پوشیدہ رکھ کر لوگوں کو یہ چکر دیتا ہے کہ یہ سارا کرشمہ اس کے اُس جنتر منتر یا جادو کے کلام پڑھنے سے رونما ہوا، حالانکہ الفاظ کا پڑھنا، پھونکنا یا دم کرنا اس کا ایک فریب ہوتا ہے اور اصل معاملہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور لوگوں سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ جنتر منتر کا اثر ہے۔ اس طرح لوگوں کا عقیدہ برباد ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

X۔ اصولی بحث

۱۔ ترجمہ: اور اگر (کسی راوی کی) جرح و تعدیل میں تعارض ہو (یعنی کسی نے اس کی تعدیل کی ہے اور کسی نے اس پر جرح) تو مختار یعنی بہتر اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر! جیسا کہ محققین اور جمہور یہ نے یہ بات کہی ہے اور اس سے یہ فرق نہیں پڑتا کہ تعدیل والے زیادہ ہیں یا جرح کرنے والے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے لیکن صحیح پہلی بات ہو کیونکہ جرح کرنے والا (راوی کی کمزوری کے) ایک ایسے پوشیدہ معاملہ پر خبردار ہے جس سے تعدیل کرنے والا ناواقف ہے (شرح مسلم نووی جلد اول صفحہ ۲۱)

محدثین کے درج بالا اصول سے ان ناواقف لوگوں کا اعتراض ختم ہوگیا جو کہتے ہیں کہ تم کسی راوی کی عدالت کو چھوڑتے ہو جو جرح و تعدیل کی کتابوں میں ذکر ہے اور جرح کو نقل کرتے ہو۔

۲۔ پس وہ اصل جس کو جمہور مسلمین جو صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے محدثین، فقہاء اور

(قرآن واحادیث کے) اصول کے اصحاب (ماہرین) نے اپنایا ہے وہ یہ ہے کہ قابل اعتماد خبر واحد (حدیث) شریعت کے دلائل میں حجت ہے اور اس پر عمل لازمی ہے اور حدیث ظن کا فائدہ دیتی ہے اور علم (عقیدہ) میں کارآمد نہیں اور جس نے کہا کہ خبر واحد سے یقین (عقیدہ) ثابت ہوتا ہے تو وہ (ظاہری علوم) سے (حیلہ کرنے کے لئے) سینہ زوری کرتا ہے اور اس سے یقین کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ جب کہ غلطی، وہم اور جھوٹ وغیرہ کا احتمال پائے جانے کے راستے بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔ (شرح مسلم عربی ص ۲۲)

۳۔ حدیث قرآن کے خلاف اس طرح ہو کہ تاویل قبول نہ کرے (تو وہ روایات مقبول نہیں)۔ المنار المنیف فصل ۱۱۸ ابن قیم جوزی (۳) حدیث کا درایتی معیار ص ۲۳۷ محمد تقی امینی۔

XI۔ کچھ تاویلات اور ان کے جوابات

سوال نمبر۱۔ کہا جاتا ہے کہ نبی علیہ السلام پر جادو کا رد مکی سورتوں میں ہے اور آپ ﷺ پر (بقول لوگوں کے) جادو کا اثر مدینہ میں ہوا اس لئے آیت اور حدیث میں کوئی تضاد نہیں۔

جواب: ایسا سمجھنے سے گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ اللہ نے مشرکین کا اعتراض جو انہوں نے مکہ میں نبی علیہ السلام پر کیا تھا کہ نبی مسحور ہے اس اعتراض کو اللہ نے نعوذ باللہ مدینہ میں سچا ثابت کر دیا یعنی جو مکہ میں نبی کو مسحور جانے وہ ظالم اور جو مدینہ میں نبی کو مسحور جانے وہ مومن اور اللہ نے جو خبر مکہ میں دی تھی، وہ مدینہ میں منسوخ ہو گئی تو اللہ کی خبر کو جھوٹی اور منسوخ قرار دینا کفر کے سوا اور کچھ نہیں۔

سوال نمبر۲۔ کہا جاتا ہے کہ سحر شخصیت پر ہوا تھا نہ کہ نبوت پر۔

جواب: جس شخص کو اللہ نبوت دے وہ ہر حال میں یعنی سوتے، جاگتے، زندہ اور مرنے کے بعد بھی نبی ہی رہتا ہے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن بھی وہ رسول کہلائیں گے۔ "یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ"۔ (جس دن اللہ سب رسولوں کو جمع کرے گا)۔ (المائدہ:۱۰۹) اس لئے شخصیت اور نبوت کو جدا قرار دینا گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

سوال نمبر۳۔ کہا جاتا ہے کہ جیسے بیماری نبوت کے منافی نہیں ایسے جادو سے بیمار ہونا بھی نبوت کے منافی نہیں۔

جواب۔ بیماری تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اسباب کے تحت کوئی کسی کو زہریلی چیز

کھلائے تو اسے نقصان پہنچ سکتا ہے جب اللہ چاہے لیکن جادو میں ایسا کونسا سبب ہے؟ جبکہ جادوگر اور جن چیزوں پر جادو کیا گیا ہو وہ بھی غائب ہوں تو جادوگر کے جادو کے سبب کسی کو بیمار کرانا اور سمجھنا اللہ کے ساتھ شریک قرار دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

سوال نمبر۴۔ کہا جاتا ہے کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۷، ۴۸ میں اور سورہ الفرقان آیت نمبر ۸، ۹ میں مسحور بمعنی سحر زدہ نہیں بلکہ ساحر یا کھانے والے شخص کے معنی میں ہیں یا یہ کہ کفار نبی علیہ السلام کو سحر زدہ کے معنی میں نہیں بلکہ ساحر یا کھانے والے شخص کے معنی میں ہیں یا یہ کہ کفار نبی علیہ السلام کو سحر زدہ کے معنی میں نہیں بلکہ ساحر یا کھانے والے کے معنی میں سمجھتے تھے۔

جواب: قرآنی الفاظ میں عمومیت ہوتی ہے۔ جب تک قرآن میں اللہ تعالیٰ اس کو کسی دوسری آیت میں خاص نہ کر دے تو مشرکین نبی علیہ السلام کو ساحر، مسحور، مجنون اور کاہن سمجھتے تھے، اس لئے ہر جگہ پر ان کی باتوں کی تردید کی جاتی ہے۔ ساحر اسم فاعل ہے جبکہ مسحور اسم مفعول۔ بقول کسے خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

سوال نمبر۵۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ آیا ہے اور نبی علیہ السلام کے لئے بھی حدیث میں یہی الفاظ آتے ہیں تو ایک کا اقرار اور دوسرے کا انکار یہ کیوں؟

جواب: دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جادوگر بھی تھے اور ان کی لاٹھیاں اور رسیاں بھی! جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔

”فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝“

(تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے فریب سے اُس کے خیال میں آنے لگا کہ دوڑ رہی ہیں)۔(طٰہٰ۔٦٦) جبکہ نبی علیہ السلام کے سامنے نہ جادو گر تھے اور نہ جادو اور پھر یہ کہ نبی علیہ السلام کے خیال میں تو جادوگر کی ڈالی ہوئی چیزیں (جو کنوئیں میں تھیں) بھی نہیں آئیں، بلکہ انہیں تو اپنے کاموں کا خیال آنے لگا کہ فلاں کام کیا ہے یا نہیں، بیویوں کے پاس گئے ہیں کہ نہیں اس لئے یہ روایت قرآن کے خلاف ہے۔

سوال نمبر٦۔ کہا جاتا ہے کہ جب جادو دھوکا ہے فریب ہے تو کفر کیوں ہے؟

جواب: ہر دھوکا وفریب کفر نہیں ہوتا بلکہ کفر سے کم گناہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسا دھوکا اور فریب جس سے غیر اللہ پر عقیدہ بن جائے اور اس سے انسان شرک میں مبتلا ہو جائے کفر ہے، تو جادو میں اثر ماننے کے یہی نقصانات ہیں اس لئے یہ کفرو شرک ہے۔

سوال نمبر٧۔ سامری نے بچھڑے میں جو اس نے بنایا تھا جبریئل کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی لیکر اس میں ڈالی تھی تو بچھڑا آواز نکالنے لگا تو کیا ایسی کرشمہ سازی سے اشیاء میں اثر ثابت نہیں ہو گیا؟

جواب: درج بالا کرشمہ سازی جس آیت سے اخذ کی جاتی ہے وہ ترجمہ تکلیف پر مبنی ہے۔ اگرچہ بعض مترجمین (صاحبان تفہیم القرآن اور تدبر قرآن) کہتے ہیں کہ سامری نے یہ قصہ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ لیا تھا، ایسا ہوا نہیں ہے، لیکن

ابوالکلام آزاد آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔”قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ “[کہا میں نے وہ بات دیکھ لی تھی جو اوروں نے نہیں دیکھی اس لئے (اللہ کے) رسول کے پیروی میں میں نے بھی کچھ حصہ لیا تھا پھر چھوڑ دیا (کیا کہوں) میرے جی نے ایسی ہی بات مجھے سمجھائی]۔(طٰہٰ: ٩٦) تشریح میں لکھتے ہیں: جب موسیٰ نے سامری سے پوچھا تو دین حق سے کیوں پھر گیا؟ تو اس نے کہا میں اللہ کے رسول کی یعنی آپ کی ایک حد تک پیروی کی کیونکہ جو بات میری قوم کے دوسرے آدمی نہ پا سکے میں نے پالی تھی، مگر پھر میں نے آپ کا طریقہ چھوڑ دیا، میری طبیعت کے بے اختیارانہ ولولے نے آپ کا طریقہ چھڑوا دیا، میری طبیعت کے بے اختیارانہ ولولے نے مجھے اس کے لئے مجبور کر دیا تھا، کیونکہ میرا آبائی طریقہ عبادت یہی ہے (ترجمان القرآن جلد دوئم صفحہ ٤٩١)۔ معلوم ہوا کہ کرشمے والا قصہ ہی غلط اور جھوٹ ہے۔

مِنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ سے مراد موسیٰؑ کی پیروی اختیار کرنا ہے نہ کہ جبریلؑ کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی مٹی لینا جیسا کہ سورۃ طٰہٰ میں ہے هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ یعنی بنی اسرائیل میری پیروی میں ہیں۔(طٰہٰ:٨٤)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

ختم شد